ABSTRACT

By Dr Abdul Ali Achakzai

Literal meaning of kifalah is to be responsible, to stand sponsor, and to ensure. In shariah it stands for guarantee or responsibility. For kafeel (guarantor) it is necessary that he must be adult and prudent and he should be willing to take the responsibility of some one else. The person who has not reached the age of puberity or he is in some, he can't become Kafeel (guarantor).One of the conditions of kifalat is Ejab and Qabool i.e. offer and acceptance. Ejab (offer) will be on the side of kafeel and Qabool (acceptance) will be on the side of Makfool (guaranteed).

Kifalat has tow kinds. One is kifalat bin _Nafs (legal guarantee) and the 2nd kind is called kifalat bil mal presently, kifalat bin- nafs is an assurance from the Guarantor that he will be responsible to bring the guaranteed before court. Kifalat bil mal means that guarantor will be responsible to pay the stipulated amount if guaranteed person fails to pay the amount which is settled between the parties concerned.

Among majority of Ulema, these two kinds of kifalat are permissible in shariah (Islamic law) for example if some one responsible for the saf and secure transportation of goods from one place to another, he will be paid for the service, which he rendered during the process of transportation of goods. In case, goods partly or fully damaged or lost while these were being transported, the guarantor will be responsible to pay the damage or to compensate the loss occurred.

All kinds of mail dispatched through post office fall in the category of kifalat, post office is responsible to dispatch all items including money orders parcels letters etc to the required destination. If any kind of mail fails to reach its destination then post office will be responsible for the lost of mail and compensation will be paid for the lost mail.

کفالت (ضمانت) کے شرعی احکام

ڈاکٹر محمد عبدالعلی اچکزئی ☆

کفالت کی لغوی اور شرعی تعریف:

کفالت لغت میں بمعنی ضم ہے، یعنی ملانا اور شرع میں کفالت کے معنی مطالبہ میں ذمہ کو ذمہ سے ملانا، یعنی جو شخص کسی چیز کا ذمہ دار ہے، تو اس کے ذمہ داری کے ساتھ اپنی ذمہ داری ملا دینا کفالت ہے، یعنی خود بھی ذمہ دار ہو جانا، اگر چہ ایسا کرنا اس پر واجب نہیں ہے، لیکن جب ذمہ داری لے لی، تو ذمہ دار ہو گیا، جیسا کہ المجلہ میں ہے:

الکفالة: ضم ذمة الی ذمة فی مطالبة شیء، یعنی اَنْ یضم واحد ذمته الی ذمة اٰخر، یلزم ایضا المطالبته التی لزمت ذلک الأخر.(۱)

''کفالۃ کسی چیز کے مطالبے میں ذمہ کو ذمہ سے ملانا ہے، یعنی کوئی شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ سے ملالے، (یعنی خود بھی ذمہ دار بن جائے) اور جب اس نے یہ ذمہ داری لے لی، تو اسے بھی مطالبہ کرنا لازم آتا ہے''۔

کفالت کو حمالة، ضمانة اور زعامة وغیرہ بھی کہا جاتا ہے.(۲)

کفالت کی خاص اصطلاحات:

کفالت کی بعض خاص اصطلاحات درج ذیل ہیں:

کفیل: کفیل کو ضامن، زعیم، حمیل اور قبیل بھی کہا جاتا ہے، کفیل کا مطلب ہے کفالت کرنے والا، خواہ مال کی کرے یا ذات کی کفالت کرے۔

اصیل (مکفول عنہ): اسے مدین (قرضدار) بھی کہتے ہیں، یعنی جس کی طرف سے کفیل نے کفالت کی ہے۔

مکفول لہ: اسے دائن (قرض خواہ) بھی کہتے ہیں، یعنی جس کے واسطے کفالت کی ہے۔

مکفول بہ: یعنی جس چیز کی ضمانت کی ہے، اور یہ دین (قرض) یا عین (متعین فرد یا چیز) اور ہر وہ عمل ہو سکتا ہے جس کا مکفول عنہ پر ادائیگی لازم ہے، مکفول بہ کی مقدار، جنس اور اس کے اوصاف کفیل کو معلوم ہو۔(۳)

کفیل کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو اور کفالۃ پر راضی ہو، اس لئے مجنون اور بچے کی کفالت جائز نہیں، لیکن اصیل (مقروض) کے لئے بلوغ اور عقل شرط نہیں ہے اور نہ ہی یہ لازم ہے کہ وہ کفالۃ پر راضی ہو۔(۴)

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ۔

کفالت کارکن:

کفالت کارکن ایجاب وقبول ہے، جیسا کہ امام کاسانی لکھتے ہیں:

الرکن فهو الایجاب والقبول، الایجاب من الکفیل والقبول من الطالب (مکفول له) وهذا عند ابی حنیفه ومحمد وهو قول ابی یوسف الآخر وفی قوله الاول الرکن هو الایجاب فحسب فاما القبول فلیس برکن وهو احد قولی الشافعی (رحمه الله تعالی)(۵)

''کفالت کارکن ایجاب وقبول ہے، ایجاب کفیل کی جانب سے اور قبول کفالت کے طالب (مکفول لہ) کی جانب سے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا قول ہے، جبکہ ان کا پہلا قول یہ ہے کہ کفالت کا رکن صرف ایجاب ہے، رہا قبول تو وہ رکن نہیں، یہی امام شافعی کا ایک قول ہے''۔

کفالت کی اقسام:

کفالت کی دو قسمیں ہیں: (۱) کفالت بالنفس (۲) کفالت بالمال۔

(۱) کفالت بالنفس (شخصی ضمانت):۔ کفالت بالنفس کے معنی یہی ہے کہ کوئی شخص اس بات کی ضمانت لے کہ میں مکفول کو مکفول لہ کے پاس یا حاکم کے پاس حاضر کردوں گا، جس کو آج کے دور میں شخصی ضمانت کہا جاتا ہے، اب ضمانت کے بعد اگر وقت مقررہ پر حاضر نہ کرے، تو اسی ضامن کو قید کیا جائے گا، تاکہ اس کو حاضر کردے، البتہ کفیل بالنفس سے وہ حق وصول نہیں کیا جائے جو مکفول عنہ کے ذمہ واجب ہو، اِلا یہ کہ کفیل مال کا بھی ضامن ہے۔

(۲) کفالت بالمال (مالی ضمانت):۔ اس کفالت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی متعین چیز کی کفالت اٹھائے، مثلاً مبیع کے بارے میں یہ کہے کہ اگر بائع نے ادا نہ کیا تو میرے ذمہ ہے، یا مال مغصوب غاصب نے فلاں وقت تک واپس نہ کیا تو میں ذمہ دار ہوں، اسے مالی ضمانت بھی کہا جاتا ہے، اس ضمانت میں اگر مکفول عنہ مال ادا نہ کرے تو کفیل کے ذمہ مال کی ادائیگی لازم ہوگی، بشرطیکہ دین صحیح ہو اور دین کی مقدار معلوم ہو۔

کفالت بالنفس کی مشروعیت:

کفالت ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ بلا کسی معاوضے کے دوسرے کی طرف سے اس کے مال وحقوق کی ادائیگی کا ذمہ دار بننا، لیکن لوگوں کی حاجات اور ضرورتوں کے پیش نظر شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے، کفالت بالنفس کی مشروعیت کے بارے میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

﴿قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ﴾ (٦)

’’کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ، یہاں تک کہ دو مجھ کو عہد خدا کا، کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس، مگر یہ کہ گھر جاؤتم سب‘‘۔

آیت میں یہ ارشاد ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے برادران یوسف علیہ السلام یعنی اپنے بیٹوں سے یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ بنیامین کو مصر سے واپس لائیں گے۔ اس سے فقہاء و مفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ کفالۃ بالنفس جائز ہے، یعنی کسی مقدمہ میں ماخوذ انسان کو مقدمہ کی تاریخ پر حاضر کرنے کی ضمانت لے لینا درست ہے، جیسا کہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

هذه الآية اصل في جواز الحمالة (الكفالة) بالعين و الوثيقة بالنفس. (٧)

’’یہ آیت کفالت کے جواز کے بارے میں اصل ہے، چاہے کسی شخص کی ذات کے بارے میں ہو یا اس کی طرف سے ذمہ داری کا تعلق ہو‘‘۔

جمہور علماء کے نزدیک کفالت بالنفس کفالت بالمال کی طرح جائز ہے، کیونکہ آیت مذکورہ سے کفالت بالنفس کا اثبات ہوتا ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الزعيم غارمٌ. (٨) ’’کفیل ضامن ہے‘‘۔

چونکہ یہ مطلق ارشاد ہے، اس لئے کفالت کے دونوں قسموں کو شامل ہے۔

کفالت بالنفس کے جواز کے بارے میں امام ابی بکر بن علی الحدادی لکھتے ہیں:

فالكفالة بالنفس جائزة سواء كان بامر المكفول عنه او بغير امره كما يجوز في المال۔(٩)

’’کفالت بالنفس (شخصی ضمانت) جائز ہے چاہے مکفول عنہ (اصیل) کے امر (اور رضا) سے ہو، چاہے اس کی رضا داذن کے بغیر ہو، جیسا کہ مالی ضمانت میں ہوتا ہے‘‘۔

جن الفاظ کے ساتھ کفالت بالنفس کا انعقاد ہوتا ہے، اس کے بارے میں الفتاوٰی السراجیۃ میں ہے:

اذا قال كفلت بنفس فلان او بروحه او برقبته اور بجسده او براسه او بكل عضو يعبر به عن البدن او بنصفه او بثلثه او قال انا زعيم به او قبيل او ضمنته او هو عليَّ او اليَّ صار كفيلا ولزمه احضاره عند الطلب. (١٠)

’’جب کفیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں نفس کی کفالت کی، یا میں نے اس کے روح کی، یا اس کی رقبۃ کی یا اس کے بدن کی، اور یا اس کے سر کی کفالت کی، یا ہر ایسے لفظ کے ساتھ جس سے تمام بدن کی تعبیر کی جاتی ہے، کفالت کی، مثلاً: یہ کہا کہ میں نے اس کے نصف کی یا تہائی کی کفالت کی، یا یہ کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں، یا میں نے اس کی ضمانت دی، یا یہ کہ وہ مجھ پر ہے، تو وہ ضامن بن جاتا ہے اور طلب کے وقت اس کا حاضر کرنا اس پر لازم ہوتا ہے‘‘۔

جمہور فقہاء کے نزدیک حدود وقصاص میں کفالت بالنفس جائز نہیں، جیسا کہ السید سابق لکھتے ہیں:

اما اذا کانت الکفالہ فی حدود اللہ فانها لاتصح، سواء کان الحد حقا للہ تعالی کحد الخمر، او کان حقا لآدمی کحد القذف. وهذا مذهب اکثر العلماء، لحدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: لا کفالة فی حد (۱۱) ولان مبناه علی الاسقاط والدرء بالشبهة، فلا یدخله الاستیثاق، ولایمکن استیفاؤه من غیر الجانی، وعند اصحاب الشافعی تصح الکفالة باحضار من علیه عقوبة لآدمی کقصاص وحد قذف، لانه حق لازم، اما اذا کان حد اللہ فلا تصح فیه الکفالة. (۱۲)

''حدود اللہ (اور قصاص) میں کفالت بالنفس جائز نہیں، چاہے یہ حد اللہ تعالی کا حق ہو، جیسے شراب پینے پر حد جاری کرنا، یا بندہ کا حق ہو، جیسا کہ حد قذف، اور یہ اکثر فقہاء کا مذہب ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی حد میں کفالت نہیں ہے''۔ اور دوسری دلیل یہ کہ کل حدود شبہات سے ساقط کرنے پر مبنی ہے، پس اس میں مضبوطی نہیں ہے، اور جنایت کرنے والے فرد کے علاوہ دوسرے سے اس کا استیفاء ممکن بھی نہیں، اور اصحاب امام شافعی کے نزدیک ایسے حدود میں کفالت بالنفس جائز ہے جس کا تعلق بندہ کے حق سے ہو، جیسا قصاص اور حد قذف میں، کیونکہ یہ ایک لازمی حق ہے، البتہ ان حدود میں جو خالص اللہ تعالی کے واسطے ہیں، ان میں کفالت صحیح نہیں''۔

البتہ احناف کے نزدیک حدود وقصاص میں کفالت کے صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کفالت کے سلسلے میں مکفول عنہ (مطلوب) پر جبر نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ سید عبدالغنی لکھتے ہیں:

المشهور من قول علمائنا ان الکفالة بالنفس فی الحدود والقصاص جائزة فی اختیار المطلوب اما القاضی لایجبره علی اعطاء الکفیل وقال ابو یوسف ومحمد یوخذ منه الکفیل ابتداء. (۱۳)

''ہمارے علماء کے مشہور قول کے مطابق مطلوب (مکفول عنہ) کے اپنے اختیار کرنے پر حدود وقصاص میں کفالت بالنفس جائز ہے۔ البتہ قاضی اسے کفیل دینے پر مجبور نہیں کر سکتا، اور امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک قاضی اسے ابتداء کفیل لے سکتا ہے (یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک جس شخص پر حد یا قصاص کا دعوی کیا گیا، پھر اس سے شخصی ضمانت طلب کی گئی، تا کہ اس پر حد ثابت کی جائے اور اس نے کفیل دینے سے انکار کیا، تو اس پر جبر کرنا جائز نہیں ہے، اگر چہ حد القذف ہو، جبکہ صاحبین کے نزدیک حد القذف میں کفیل دینے پر مجبور کیا جائے گا۔)

کفالۃ بالمال (مالی ضمانت) کی مشروعیت:

کفالۃ بالمال کی مشروعیت کے بارے میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾ (۱۴)

''جو اس (شاہی پیمانہ) کو لے کر آئے، اسے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ ملے گا اور میں اس (انعام کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں''۔

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں جب پیالہ گم ہوگیا تو تلاش کرتے وقت اعلان ہوا کہ تفتیش سے قبل ہی جو شخص یہ پیالہ یا جامِ شاہی ہمارے حوالے کردے گا تو اسے انعام یا اجرت کے طور پر اتنا غلہ دیا جائے گا، جو ایک اونٹ اٹھا سکے اور میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔

مفسرین کے نزدیک اس آیت سے جس طرح ''جعالہ'' یعنی انعام دینے کا اثبات ہوتا ہے، اسی طرح اس آیت سے کفالت بالمال یا مالی ضمانت بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابن العربی لکھتے ہیں:

وقد اختلف الناس فی الکفالۃ... وھذہ الآیۃ نص علی جوازھا. (۱۵)

''لوگوں نے کفالت کے بارے میں اختلاف کیا ہے... اور یہ آیت اس کے جائز ہونے پر نص ہے''.

المقداد سیوری لکھتے ہیں:

(فیھا) شریعۃ ضمان مالھا لانہ وان لم یکن لازما لکنہ آئل الیہ واستدل بعضھم بجواز ضمان ما لھا علی لزومھا اذ غیر اللازم لایصح ضمان مالہ. (۱۶)

''اس آیت سے مالی ضمانت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، اور یہ ضمانت اگرچہ لازم نہیں ہے، لیکن یہ ضامن کی طرف عائد ہوتی ہے، اور بعض فقہاء نے اس سے مالی ضمانت کے لازم ہونے کے جواز پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جو چیز لازم نہ ہو، اس کی مالی ضمانت صحیح نہیں ہوتی''.

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

(ھذہ الآیۃ) اصل فی الضمان والکفالۃ. (۱۷)

''یہ آیت ضمان اور کفالت کے بارے میں اصل (یعنی ان کی بنیاد) ہے''.

وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

دل قولہ (وانا بہ زعیم) علی جواز الکفالۃ بنوعیھا، الکفالۃ بالمال والکفالۃ بالنفس''. (۱۸)

کفالت (ضمانت) کے شرعی احکام

''اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''اور میں اس کا ذمہ دار ہوں'' کفالت کے دونوں قسموں یعنی مالی کفالت اور شخصی کفالت کے جواز پر دلالت کرتا ہے''.

مالی ضمانت کی مشروعیت احادیث میں مذکور بعض واقعات سے بھی ثابت ہوتی ہے، مثلاً:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاحب کی میت نماز جنازہ ادا کرنے کی غرض سے لائی گئی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: هل عليه دين (کیا ان پر کوئی قرض ہے؟) لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں، پس آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی، اس کے بعد دوسرا جنازہ لایا گیا، ان کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ان پر قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: فصلوا علی صاحبکم (اپنے ساتھی پر تم خود ہی نماز پڑھو) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! ان کا قرضہ میرے ذمہ ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کی نماز جناہ پڑھائی.(۱۹)

فلما فتح اللّٰه عليه الفتوح ،اى فتحت عليه البلاد قال صلى اللّٰه عليه وسلم : انا اولى بالمؤمنين من انفسهم ، فمن توفى من المؤمنين فترک ديناً فعلى قضاء ه ومن ترک مالا فلورثته (۲۰)

''جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا، اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میں مؤمنین کا ان کی جان سے زیادہ قریب ہوں، لہٰذا آئندہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مقروض ہونے کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، لیکن جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثہ کا حق ہے''

فقہ حنفی کے مشہور امام احمد بن جعفر القدوری لکھتے ہیں:

واما الكفالة بالمال فجائزة معلوما كان المال المكفول به اومجهولا اذا كان دينا صحيحا مثل ان يقول تكفلت عنه بالف او بما لک عليه او بما يدرككک من شی فی هذ البيع. (۲۱)

''کفالت مالی جائز ہے خواہ وہ مال جس کی کفالت کی ہے، مال معلوم ہو یا مجہول ہو بشرطیکہ وہ دین صحیح ہو، مثال یہ کہ جیسے کفیل کہے کہ میں نے اس قرضدار کی طرف سے ہزار درہم کی کفالت کی، یا اس مال کی جو تیرا اس شخص پر ہے، یا اس مال کی جو تجھے اس بیع میں پیش آوے''۔

نقل وحمل میں کفالت وضمانت کا حکم:

اگر کوئی شخص متعین اجرت پر کسی شخص کا مال ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے کی ذمہ داری لے لے تو اس طرح کی ذمہ داری لینا جائز ہے اور مال ضائع ہونے کی صورت میں تاوان اس کفیل اور ضامن کے ذمہ ہوگا، کیونکہ فقہاء کے نزدیک جس طرح

کفالت (ضمانت) کے شرعی احکام

کسی شخص یا مال کی ادائیگی اور حاضری کی ضمانت وکفالت صحیح ہے، اسی طرح نقل وحمل کی بھی کفالت صحیح ہے۔ مثلاً:

جو لوگ ریل سے سفر کرتے ہیں، انہوں نے جہاں تک کا ٹکٹ لیا ہے، یا اپنا مال جہاں لے جانے کے لئے بک کرایا ہے، ریلوے اس مقام تک پہونچانے کی ذمہ دار یعنی کفیل ہے، اب اگر گاڑی ٹھہر جائے یا گر پڑے اور مسافروں کی جان یا مال کا نقصان ہو جائے، یا ان کا ٹکٹ ریل کے حادثہ میں گم ہو جائے تو اس کے نقصان کی تلافی ریلوے کو کرنی ہوگی، اور اس کو بغیر ٹکٹ اس مقام تک پہونچانا ہوگا۔

اسی طرح جو مال یا سامان تاجر ریلوے کے ذریعہ منگاتے ہیں، ان سب کی ذمہ داری ریلوے پر ہے، یعنی اگر وہ گم ہو جائے یا ٹوٹ پھوٹ جائے تو اس کے نقصان کا ہرجانہ ریلوے کو دینا ہوگا، اگر وہ نہ دے تو مال بھیجنے والا قانونی کاروائی کے ذریعہ لے سکتا ہے، اسی کو شریعت میں "الکفالۃ بالتسلیم" (کفالت نام ہے سپرد کردینے کا) کہتے ہیں۔

اسی طرح جو خطوط، رجسٹری، منی آرڈر، بیمے، پارسل، ڈاک خانہ کے ذریعے بھیجے جاتے ہیں، ڈاک خانہ ان سب کا کفیل ہے، یعنی اگر وہ گم ہو جائیں اور ان کا ثبوت مل جائے تو ڈاک خانہ کو ان کا ہرجانہ ادا کرنا ہوگا، اس لئے کہ "الکفالۃ بالدرک" (کفالت نام ہے تسلیم ثمن کا) یعنی جس مال یا سامان کی اس نے ذمہ داری لی ہے، اس کا فرض ہے کہ وہ مکفول لہ تک پہونچا دے۔

اسی طرح اگر کوئی جہاز راں کمپنی اس بات کی ذمہ داری لے کہ یہ مال فلاں جگہ پہونچا دے گی، اور اتنی فیس لے گی، اور اگر مال ضائع ہو گیا، تو اس کا تاوان اس کے ذمہ ہوگا، تو یہ بیمہ جائز ہے، جہاز راں کمپنی یا بیمہ کمپنی اس کی ذمہ دار ہوگی۔ (۲۲)

کفالہ سے متعلق اہم مسائل:

کفالہ سے متعلق بعض اہم مسائل درج ذیل ہیں:

۱۔ کفالہ مکفول لہ کی اجازت اور رضاء کے بغیر درست نہیں، کیونکہ یہ اس کا حق ہے، اسی طرح دوسرے عقود کی طرح کفالہ میں بھی ایجاب وقبول ضروری ہے۔

۲۔ کفالہ کو کسی مناسب شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز ہے، مثلاً اگر آپ نے فلاں سے سودا کر لیا اور وہ ادا نہ کرے تو مبیع کو حوالہ کرنا میری ذمہ داری ہوگی، یا اس کا غصب ثابت ہو جائے، تو مال آپ کے حوالہ کرنا میرے ذمہ ہے۔

۳۔ کفالہ ثابت ہونے کے بعد مکفول لہ کو اختیار ہوگا، چاہے تو اصل مدیون سے اپنے حق کا مطالبہ کرے، یا کفیل سے مطالبہ کرے، الا یہ کہ اصیل نے شرط لگائی تھی کہ آج سے میں بری ہوں، کفیل ہی اصل ذمہ دار ہے، اس صورت میں یہ کفالہ حوالہ بن جائے گا اور اصیل بری ہوگا، لیکن اگر کسی وجہ سے کفیل سے مال وصول نہ ہو سکے، تو اصیل کے ذمہ پھر لوٹ آئے گا۔

۴۔ کفالہ بالنفس میں مکفول بہ مرجائے تو کفیل بالنفس بری ہو جائے گا، جبکہ کفالت بالمال میں مکفول عنہ کی موت سے کفیل بری نہ ہوگا۔

۵۔ مکفول لہ کو حق حاصل ہے کہ عقد کفالہ فسخ کردے، اگر چہ اس پر مکفول عنہ اور کفیل راضی نہ ہو، لیکن کفیل یا اصیل کو مکفول لہ کی رضامندی کے بغیر عقد کفالہ فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

۶۔ کفیل کو حق نہیں کہ قرض ادا کرنے سے پہلے مکفول عنہ سے مال کا مطالبہ کرے، اگر حقدار مقروض کو معاف کردے یا حق اس سے وصول کرلے، تو کفیل بھی بری ہوجائے گا۔ اگر حقدار کفیل کو بری کردے، تو مقروض بری نہ ہوگا، اس کے ذمہ قرض برقرار رہے گا۔

۷۔ جو قرض مؤجل ہو، اس کا حالاً کفیل بنا اسی طرح جو قرض حالی ہو، اس کا مؤجلاً کفیل بنا دونوں جائز ہیں۔

حوالہ جات

(۱) سلیم رستم باز اللبنانی، شرح المجلة الاحکام العدلیه، احیاء التراث العربی، بیروت، الکتاب الثالث، فی الکفالۃ، المادہ، ۶۱۲ ص: ۳۳۳۔

(۲) سید السابق، الفقه السنة، دار الکتب، پشاور، مبحث الکفالة، ۳: ۲۷۳۔

(۳) ایضاً، ۳: ۲۷۳۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

الشیخ نظام و جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندية فی مذهب الامام الاعظم ابی حنیفه النعمان، نورانی کتب خانہ، پشاور، کتاب الکفالۃ، ۳: ۲۵۳۔ ۲۶۵۔

(۴) سید السابق، فقه السنة، بحث الکفالة، ۳: ۲۷۳۔

(۵) علاؤالدین، ابی بکر بن مسعود الکاسانی، کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، باراول، ۱۹۹۰، کتاب الکفالۃ، ۶: ۲۔

(۶) سورۃ یوسف، ۱۲: ۶۶۔

(۷) ابی عبداللہ محمد بن احمد، القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار الکاتب العربی، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، ۹: ۲۲۵۔

شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد ابن قدامہ، الشرح الکبیر، وزارت الشؤون الاسلامیه و الاوقاف، العربیۃ السعودیہ، ۱۹۹۸ء، باب الضمان، ۱۳: ۲۱۔

(۸) مسند ابی داؤد الطیالسی، بیروت، دار المعرفۃ، حدیث نمبر: ۱۱۲۸، ۵: ۱۵۴۔

(۹) ابی بکر، بن علی المعروف بالحدادی، الجوهرة النيرة، شرح القدوری، میر محمد کتب خانہ، کراچی، کتاب الکفالۃ، ۱: ۴۰۰۔

(۱۰) مفتی سراج الدین الاوشی، الفتاوی السراجیه، برهامش الفتاوی القاضی خان، مکتبہ حقانیہ، پشاور، کتاب الکفالۃ، ۴: ۳۲۰، ۳۲۱۔

(۱۱) احمد بن حسین بن علی، بیهقی، السنن الصغری، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۵ء، باب الضمان، حدیث نمبر: ۲۰۸۷، ۲: ۲۸۵۔

(۱۲) سید السابق، فقه السنة، بحث الکفالة، ۳: ۲۷۵، مزید تفصیل جاننے کے لئے ملاحظہ ہو:

وهبة الزحیلی، الفقه الاسلامی و ادلته، دار الفکر، دمشق، ۱۹۸۹ء، مبحث الکفالة، ۵: ۱۴۲ او ما بعده۔

قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن محمد، ابن رشد، بدایة المجتهد و نهایة المقتصد، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۵ء، کتاب الکفالۃ، ۲: ۲۳۹۔۲۴۱۔

الکاسانی، بدائع الصنائع، کتاب الکفالۃ، ۶: ۸، ۹۔

ابن قداتہ الشرح الکبیر، باب الضمان، ۱۳: ۶۳، ۶۴۔

محمد شربینی الخطیب، معنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنهاج، دارالذخائر قم، باراول ۱۹۵۸ء، باب الضمان، ۲: ۲۰۳، ۲۰۴۔

ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی، الحاوی الکبیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، باراول ۱۴۱۴ھ، کتاب الضمان، ۶: ۴۶۲۔۴۶۳۔

(۱۳) سید عبدالغنی، الشهیر بالمیدانی، "اللباب" علی هامش الجوهرة النیرة، میر محمد کتب خانہ، کراچی، کتاب الحوالہ، ۱: ۴۰۲۔

(۱۴) سورۃ یوسف، ۱۲: ۷۲۔

(۱۵) ابوبکر محمد بن عبداللہ، ابن العربی، احکام القرآن، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۹۷۲ء، ۳: ۱۰۹۷۔

(۱۶) جمال الدین، المقداد بن عبداللہ السیوری، کنز العرفان فی الفقه القرآن، مطبعہ حیدری، طہران، ۲: ۶۶۔

(۱۷) جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، السیوطی، الاکلیل فی استنباط التنزیل، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ، ص: ۱۳۲۔

(۱۸) وهبة الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیده و الشریعة و المنهج، دارالفکر، دمشق، ۱۹۹۸ء، ۱۳: ۳۵۔

(۱۹) الصحیح البخاری، کتاب الکفالة، باب من تکفل عن میت دیناً له ان یرجع، حدیث نمبر: ۲۲۹۵۔

(۲۰) ایضاً، باب الدّین۔

(۲۱) ابوالحسن احمد بن جعفر القدوری، الکتاب المعروف بمختصر القدوری، مع شرحه الجوهرة النیره، کراچی، میر محمد کتب خانہ، کتاب الکفالۃ، ۱: ۴۰۲۔

کفالت بالمال کے تفصیلی احکام و مسائل جاننے کے لئے ملاحظہ ہو:

الحدادی، الجوهرة النیره، کتاب الکفالة، ۱: ۴۰۰۔۴۰۷۔

سید سابق، فقه السنة، بحث الکفالة، ۳: ۲۷۳۔۲۷۸۔

مالک بن انس، المدونة الکبریٰ براویة سحنون بن سعید التنوخی، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۸ء، کتاب الکفالۃ والحمالۃ، ۵: ۲۳۱۴۔۲۳۴۷۔

(۲۲) مولانا مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، پروگریسیو بک، لاہور، ۲: ۴۴۷۔۴۴۹

(۲۳) مفتی احسان اللہ شائق، جدید معاملات کے شرعی احکام، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۷ء، ۲: ۶۵، ۶۶۔